رجسٹرڈ ل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا و مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ہفتہ وار

الحکم

اخبار

قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی
بیا در چشم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

مدینۃ المسیح

قادیان دارالامان سے ہر ماہ عیسوی کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

ممالک غیر سے ۔۔۔۔ ۱۱؍

قیمت فی پرچہ

جلد ۴۱ | مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۳۸ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ | نمبر ۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

(از قریشی محمد اسلم صاحب یوسف بی۔اے)

مجھے دیوانہ کہتے ہیں لقب مجذوب ہے میرا
میرا احمد محمدؐ کی طرح محبوب ہے میرا

مرے معشوق تو سب اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ ہیں
نہ کوئی ضال میرا نے کوئی مغضوب ہے میرا

کبھی داؤد ہوتا ہوں کبھی موسیٰؑ کبھی عیسیٰؑ
مقام صبر پا کر لقب ایوبؑ ہے میرا

کبھی یوسفؑ سے بڑھکر عفو کا اظہار کرتا ہوں
کبھی صبح و مسا سرمایۂ یعقوبؑ ہے میرا

میرا احمدؐ مجھے جو حکم دے اُس پر میں چلتا ہوں
کہ وہ قرآن سے آیا ہوا مکتوب ہے میرا

مجھے کچھ ڈر نہیں آتش کا احمدؐ کی غلامی میں
بھڑکی آگ کا ہر شعلہ خود مغلوب ہے میرا

میرا ہر بغض فی اللہ ہے میری الفت بھی للہ ہے
خدا کا یار میرا ہے عدو معتوب ہے میرا

آج سے چالیس سال قبل

فرمودات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیر ہو کر کھانا

"آپ نے لکھا تھا۔ کہ ایک عالم نے فیروز پور میں اعتراض کیا ہے۔ کہ رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سیر ہو کر بھی کھایا۔ لیکن اس بزرگ عالم نے اس عاجز کی تقریر کا منشا نہیں سمجھا ہے۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیر ہونے کے معنی سمجھے ہیں۔

طیبین اور طاہرین کا سیر ہو کر کھانا اس قسم کا سیر ہونا نہیں ہے۔ جو ان لوگوں کا ہوا کرتا ہے جن کے حق میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ایسے کھاتے ہیں جیسے چارپائے کھایا کرتے ہیں۔ اور آگ اُن کا ٹھکانا رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی وقت سیر ہو کر کھانا اور ہی نور ہے اگر اُس سیری کو اُن لوگوں کی طرف نسبت دی جائے جن کا اصل مقصد اختلاذ اور تمتع ہے اور جن کی نگاہیں نفسانی خواہشات کے استیفا تک محدود ہیں تو اس سیری کو ہم ہرگز سیری نہیں کہ سکتے۔

سیری کی تعریف میں پاکوں اور مقدسوں کی اصطلاح اور ناپاکوں اور شکم پرستوں کی اصطلاح الگ الگ ہے۔ اور پاک لوگ اسی قدر غذا کھانے کا نام سیری رکھ لیتے ہیں کہ جب فی الجملہ دفتِ جوع دور ہو جائے۔ اور حرکات و سکنات پر قوت حاصل ہو جائے غرض مومن کی سیری یہی ہے۔ کہ اسقدر غذا کھائے۔ جو اس کی پشت کو قائم رکھے اور حقوق واجبہ ادا کر سکے۔"

الحکم ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر و پبلشر و پرنٹر چھپکر دفتر اخبار الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا۔

حسن و احسان میں یکتا محبوب کی سیرت کے چند ٹکڑے

جس مرزا کی خاطر گھر بار ہم نے چھوڑا
آؤ تمہیں دکھائیں وہ مرزا یہی ہے
(اکمل)

(از جناب چوہدری فقیر محمد صاحب ساکن ونجواں)

۱۔ ہم نے جب بیعت کی۔ تو اُس وقت طاعون کا عام زور تھا۔ حضور علیہ السلام نے بیعت لینے کے بعد فرمایا۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگ طاعون کے ڈر کی وجہ سے آئے ہیں۔

(۲) حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ آپ زمیندار معلوم ہوتے ہیں۔ زمیندار لوگ دوسرے زمیندار کا کھیت اپنے کھیت میں ملا لیتے ہیں۔ تم لوگ ایسا نہ کیا کرو۔ جو شخص کہ دوسرے کی ایک بالشت بھر جگہ ملاتا ہے۔ قیامت کے روز خدا تعالےٰ اتنی بالشت زمین کے تلے تک کھود کر اس کے گلے میں ڈال دیگا۔ اگر تم خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرو گے۔ تو خدا تعالےٰ تم کو اپنا ولی بنا لیگا۔

(۳) تم خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کیا کرو۔ اگر تم خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرو گے۔ تو وہ تم کو اپنا ولی بنا لیگا۔ اگر تم اُس کے حکم کی تعمیل نہ کرو گے۔ تو تم کو سزا دیگا۔ جس طرح تم لوگ بیل پالتے ہو۔ اور اس کو ہل جُتتے ہو۔ اگر وہ ہل نہ چلے۔ تو تم اس کو حلال خوروں کے پاس فروخت کرتے ہو۔ اسی طرح اگر تم خدا تعالےٰ کے حکموں کو نہ مانو گے۔ تو خدا تعالےٰ کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔

(۴) ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ (شائد ۱۹۰۴ء یا ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے۔) میں اور میرا بھائی محمد بخش جمعہ پڑھنے کیلئے قادیان آئے مسجد مبارک میں حضور علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ لیکن میرا بھائی محمد بخش مصافحہ سے پیچھے رہ گیا۔ جب حضورؑ نے اپنا سر کھڑکی کے اندر کر دیا۔ تو میرے بھائی نے پیچھے سے کمر کو پکڑ لیا۔ حضور علیہ السلام باہر تشریف لے آئے اور فرمایا۔ کیا بات ہے؟ بھائی محمد بخش نے کہا۔ کہ حضور مصافحہ کرنا ہے۔ حضور علیہ السلام نے مصافحہ کیا اور اندر تشریف لے گئے

(۵) جب کرم الدین کا مقدمہ تھا۔ تو حضور علیہ السلام گورداسپور رہتے تھے۔ کیونکہ جج ہر روز تاریخ دیتا تھا۔ ہم جمعہ پڑھنے کیلئے وہاں گئے۔ مغرب کی نماز ایک مسجد میں پڑھی۔ اور ہم نے دریافت کیا۔ کہ حضور علیہ السلام کہاں ہیں۔ معلوم ہؤا کہ تالاب پر جو کوٹھی ہے۔ وہاں رہتے ہیں۔ جب ہم وہاں گئے۔ اور دریافت کیا۔ کہ حضور علیہ السلام کہاں ہیں؟ تو ایک شخص نے کہا حضورؑ اوپر ہیں۔ ہم اوپر چلے گئے۔ میرے ساتھ مولوی محمد علی صاحب ونجواں کے والد چوہدری میراں بخش صاحب اور محمد بخش پٹواری ونجواں تھے۔ جب ہم حضور علیہ السلام کے پاس گئے۔ اور السلام علیکم کے بعد مصافحہ کیا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا تم نماز پڑھ آئے ہو یا پڑھنی ہے۔ ہم نے کہا۔ کہ ہاں حضور ہم نماز پڑھ آئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہاں۔ ہم نے کہا وہاں جو مسجد ہے۔ حضورؑ نے فرمایا۔ اگر کسی کے پیچھے پڑھی ہے تو دوبارہ پڑھ لو۔ ہم نے کہا۔ حضور! ہم نے حضور کا حکم سُن لیا ہے۔ ہم نے علیٰحدہ پڑھ لی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھا! اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ تو دوبارہ پڑھ لو۔ کیونکہ اب تمہاری نماز احمدیوں کے سوا دوسروں کے پیچھے نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ایک شخص نے شادی کے نیدرے کے متعلق پوچھا حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے نزدیک اس طرح جائز ہے۔ کہ ایک شخص شادی کے موقعہ پر اپنے رشتہ داروں کو بلاتا ہے۔ اور لِلّٰہ اُس کی خدمت کرتا ہے۔ اگر وہ لِلّٰہ جاتے وقت دو یا تین روپے دے جاتا ہے۔ تو یہ جائز ہے۔ لیکن یہ خواہش رکھنا۔ کہ مجھکو ایک کے دو ملیں گے۔ یہ ناجائز ہے اِس پر اُس شخص نے اعتراض کیا۔ کہ حضور! اگر یہ خواہش نہ ہو تو پھر تو کوئی بھی نہیں آتا۔ اور شادی والے بیچارے کا جو روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اس کی برداشت مشکل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس طرح وہ خرچ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ میرے خیال میں یہ بات ہے۔ کہ جو شخص خرچ برداشت نہیں کر سکتا۔ اور وہ لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ تو اس طرح کرے۔ کہ لڑکے اور اس کے باپ کو بلالے۔ اور اپنی روٹی سے کچھ ان کو کھِلا دے۔ اور صبح کو نکاح کرے۔ لڑکی بھیجدے اور رواج کے طور پر قاضی کو نکاح کا ایک روپیہ دیدے۔

(از جناب میاں رحمت اللہ صاحب باغانوالہ بنگہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ پیشتر بھی ایک عریضہ ارسالِ خدمت کیا گیا تھا۔ اب پھر اخبار الحکم میں یہ پڑھ کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک ملفوظات یا کسی قسم کی کوئی تحریر کسی دوست کے پاس ہو۔ تو بھیجدیں۔ اسلئے خاکسار کے دل میں بھی خیال آیا۔ کہ میں بھی انگلی کو خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہو کر قدرے ثواب میں داخل ہو سکوں۔

(۱) جناب کو مجھ نالائق کے نکاح کے متعلق تو مفصل حالات معلوم نہیں کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام کو کسقدر شفقت پدری سے بھی بڑھ کر اپنے روحانی فرزندوں کا خیال تھا۔ آپ کے توسط سے یہ معاملہ ۱۹۰۵ء میں ظہور پذیر ہؤا۔ جمعہ کے روز عزیز مرحوم عبدالحی کی آمین کے بعد باغ میں حضور علیہ السلام نے خاکسار کے نکاح کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ عصر کے بعد نکاح پڑھا جائیگا۔ حضورؑ سے دریافت کرنے پر حضورؑ نے فرمایا۔ کہ ہم بھی تشریف لائینگے۔ حضور علیہ السلام بوقت عصر باغ میں تشریف لائے۔ نماز پڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ مولوی صاحب نکاح پڑھائیں۔ اور میں انشاء اللہ دعا کرونگا۔ غرض بعد نکاح میں نے حضورؑ کی خدمت مبارک میں اجازت کیلئے رقعہ لکھا۔ کیونکہ میں نے بسبب کثرت کاروبار جلدی واپس آنا تھا۔ سو رقعہ پہنچنے پر حضور علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے جو کلمات تحریر فرمائے یہ تھے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

مجی مکرمی السّلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالےٰ اس تعلق کو مبارک کرے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ آپ کیلئے اجازت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ

سو الحمدللّٰہ حضورؑ کی دعاؤں کا ہی طفیل ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے عُسر و یُسر میں بھی بابرکت کیا۔ اس وقت خدا کے فضل سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ اور خود میری بیوی میرے لئے ایک نعمت ہے۔ یہ خدا کا ہی فضل و احسان ہے۔

(۲) ایک مرتبہ میں دارالامان میں آیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کسی عارضہ کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہ لا سکے۔ چونکہ میں نے جلدی واپس آنا تھا۔ میں نے ایک رقعہ بمعہ کچھ حقیر سی رقم حضورؑ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ جس کے جواب میں حضورؑ نے ایک رقعہ بدیں الفاظ مبارک تحریر فرما کر مجھے بھجوایا:۔

مجی مکرمی میاں رحمت اللہ صاحب دام فیوضہٗ

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ ..... آپکے پہنچگئے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالےٰ دنیا کے مکروہات سے بچاتے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ والسلام"

اللہ اللہ! اسوقت تک یہ الفاظ مبارک یاد کر کے ایمان بڑا مضبوط ہوتا ہے۔

(۳) ایک دفعہ جبکہ کرم دین کا مقدمہ گورداسپور میں تھا۔ خاکسار بہمراہ اخویم احمد یار اور میاں جی غلام نبی قادیان پہنچے۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ حضور علیہ السلام گورداسپور تشریف فرما ہیں۔ ہم تینوں گورداسپور پہنچ گئے۔ حضور بمعہ خدام کچہری صدر میں درختان جامن کے نیچے دری پر تشریف فرما تھے۔ زیارت اور مصافحہ وغیرہ کر کے خدمت میں حاضر رہے۔ اور کلمات طیبات سے مستفیض ہوتے رہے رات کو مغرب کی نماز کے بعد حضورؑ جس مکان میں تشریف فرما تھے وہاں پہنچ گئے ہم بھی ساتھ تھے۔ حضورؑ بالاخانے پر بمعہ خدام ایک پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ اور ہم بھی بالاخانے کے ایک گوشہ میں بیٹھے تھے۔ باورچی نے حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ حضورؑ کھانا تیار ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا لے آؤ۔ چونکہ بالاخانے پر کثرت سے معززین، اگزیکٹو تحصیلدار، مجسٹریٹ و وکلاء وغیرہ حاضر تھے۔ اس لئے ہم غریبوں نے خیال کیا۔ کہ چلیں ہم نیچے بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ ہم تینوں ہی اس گوشے سے اُٹھکر چلے۔ تو حضورؑ نے فرمایا۔ کہ کہاں جاتے ہو۔ ہم نے عرض کی کہ نیچے بیٹھ کر کھانا کھالینگے۔ فرمایا کیا جگہ نہیں ہے۔ ہم نے عرض کی۔ کہ حضور جگہ تو ہے۔ فرمایا پھر وہیں بیٹھ جاؤ اور کھانا کھاؤ۔

اللہ اللہ! کیا ہی غریب نوازی تھی۔ غرض کھانا آیا۔ اور حضور علیہ السلام کے ساتھ پلنگ پر لوگ ٹوٹ پڑے۔ غرضیکہ اندیشہ تھا۔ کہ شائد پلنگ ٹوٹ جائیگا۔ —— صہ

صہ الغرض حضور علیہ السلام نے کسی کو نہیں کہا۔ کہ کیوں آتے ہو۔ یہ اخلاق دیکھ کر بفضلہ تعالےٰ ایمان بڑا مضبوط ہؤا۔ الحمدللّٰہ۔ ثم الحمدللّٰہ۔ واقعات تو اور بہت ہیں لیکن کم فرصتی کی وجہ سے درج نہیں ہو سکے۔ کوئی قابل [illegible] تو اصلاح کر دیں۔ میری مالی مشکلات اور صحت کے لئے دعا فرماویں۔ (خاکسار رحمت اللہ احمدی باغانوالہ بنگہ ضلع جالندھر۔)

پیارے نبی کے پیارے حالات آج سے پچاس سال قبل

بیت اللہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا

دلم می بلرزد چو یاد آورم — مناجات شوریدہ اندر حرم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مندرجہ بالا شعر ۱۱ اپریل ۱۹۰۲ء کو الہام ہوا تھا۔ آپ نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ شوریدہ سے مراد دعا کرنے والا ہے۔ اور حرم سے مراد جس پر خدا تعالےٰ نے تباہی کو حرام کر دیا ہو۔ اور دلم می بلرزد بظاہر ایک غیر محل سا محاورہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہ اسی کے مشابہ ہے۔ جو بخاری میں ہے۔ کہ مومن کی جان نکالنے میں مجھے تردد ہوتا ہے۔ تورات میں جو پچھتانا وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں۔ دراصل وہ اسی قسم کے محاورے ہیں جو اس سلسلہ کی ناواقفی کی وجہ سے لوگوں نے نہیں سمجھے۔ اس الہام میں خدا تعالےٰ کی اعلےٰ درجہ کی محبت اور رحمت کا اظہار ہے۔ اور حرم کے لفظ میں گویا حفاظت کی طرف اشارہ ہے (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۱ کالم ۳)

یہ وہ تصریح ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ خدا تعالےٰ کا کلام کسی زبان میں اور کسی صورت میں نازل ہو۔ وہ ذو المعارف ہوتا ہے۔ امر واقعہ کے مطابق بھی یہ الہامی شعر ایک حیثیت رکھتا ہے۔

خاکسار عرفانی کو یہ عزت و سعادت حاصل ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض مخصوص دعاؤں کو شائع کیا ہے۔ بیت اللہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالواسطہ ایک دعا کی ہے اور یہ دعا اس وقت آپ نے فرمائی۔ جبکہ آپ نے کوئی دعویٰ مسیح و مہدی کا نہ کیا تھا۔ مگر یہ شعور اور بصیرت آپ کو علم الٰہی سے دی گئی تھی۔ کہ آپ مامور ہوئے ہیں۔ میں نہایت ادب سے اس حق کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اُن لوگوں کو جو اُس نور اور حق سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے دنیا میں آیا۔ اور انہوں نے اُسکو قبول نہ کیا۔ وہ غور کریں۔ کہ اپنی بعثت سے ایک زمانہ پیشتر وہ اس گھر میں جو دنیا میں ہدایت کا بیت اول کہلاتا ہے۔ کن الفاظ میں خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرتا ہے۔ اس الہام میں جو ۱۹۰۲ء میں ہوا اس مناجات کی قبولیت کا ارشاد صادر ہوتا ہے۔ اور اس کی زندگی کے واقعات اور وصال کے بعد آجتک کے حالات اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔

یہ دعا آپ نے لکھ کر حضرت منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور کو دی تھی۔ جبکہ وہ حج کو تشریف لے گئے تھے۔ منشی احمد جان صاحب مرحوم صاحبزادہ پیر افتخار احمد و پیر منظور محمد صاحبان کے والد ماجد تھے۔ اور خود صاحب سلسلہ تھے۔ مگر آپ نے اُس حق کو پایا۔ اور اپنے مریدین اور اولاد کو قبول حق کی وصیت کی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی ساری اولاد الحمد للہ اس وقت قادیان میں مہاجرین کی صورت میں رہتی ہے۔ اور حضرت منشی صاحب کو جناب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ساتھ نسبت صہری تھی۔ اس ارشادِ عالی کی تعمیل میں حضرت منشی احمد جان صاحب نے بیت اللہ میں جا کر حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں دُعا کی اور باآواز بلند دعا کی۔ اور جماعت آمین کہتی تھی۔

اِس سال حج اکبر ہوا یعنی جمعہ کے دن۔ حج سے فراغت پاکر بخیر و عافیت جیسا کہ حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا تھا۔ واپس تشریف لائے۔ اور گیارہ بارہ روز زندہ رہ کر ۱۳۰۳ھ میں لدھیانہ میں وفات پائی۔ یہ اس دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے۔ حضرت اقدسؑ نے حضرت منشی صاحب کی بخیر و عافیت واپسی کے لئے دعا کی تھی۔ اُس دعا کی قبولیت تو اُن کی مع الخیر واپسی سے ظاہر ہے۔ اور یہی ثبوت ہے۔ کہ یہ دُعا جو اس خط میں درج ہے وہ بھی قبول ہوئی۔ اور بعد کے واقعات اور حالات نے اُس کی قبولیت کا مشاہدہ کرا دیا۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اس خط کے بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے کچھ حصہ اڑ گیا ہے۔ جہاں نقطے دیدیئے ہیں۔ مگر یہ ضائع شدہ الفاظ مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ تقاضائے ادب مجھے مجبور کرتا ہے۔ کہ میں اُن الفاظ کو جو سیاق و سباق عبارت سے باسانی سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ اپنی طرف سے نہ لکھوں۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا آپکی سیرت آپکے ایمان علی اللہ اور جوش تبلیغ اور قبولیت دُعا کے مختلف شعبوں کو ظاہر کرتی ہے۔ (عرفانی)

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد باخویم مخدوم و مکرم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا۔ اس عاجز کی غرض پہلے خط سے حج بیت اللہ کے بارے میں صرف اسقدر تھی۔ کہ سامان سفر میسر ہونا چاہیئے۔ اب چونکہ خدا تعالیٰ نے زادراہ میسر کر دیا۔ اور عزم مصمم ہے۔ اور ہر طرح سامان درست ہے۔ اس لئے اب یہ دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم آپ سے یہ عمل قبول فرمائے اور آپ کا یہ قصد موجب خوشنودی حضرت عزاسمہٗ ہو۔ اور آپ بخیر و عافیت اور سلامتی سے جاویں۔ اور بخیر و عافیت اور سلامتی سے بہ تحصیل مراعات مرضات اللہ واپس آدیں آمین یارب العلمین۔ اور انشاء اللہ یہ عاجز آپ کے لئے بہت دعا کریگا آپ کے پچیس روپے پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے اس ناکارہ کی بہت مدد کی اور خالصاً للہ اپنے قول اور فعل میں اور خدمت سے حمایت اور نصرت کا حق بجا لائے۔ جزاکم اللہ خیراً واحسن علیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔

یہ عاجز یقین رکھتا ہے۔ کہ آپ کا یہ عمل بھی حج سے کم نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ دل تو آپکی اسقدر جدائی سے محزون اور مغموم رہیگا لیکن آپ جس دولت اور سعادت کو حاصل کرنیکے لئے جاتے ہیں۔ اس فوزِ عظیم پر نظر کرنے سے انشراح خاطر ہے۔ خدا تعالےٰ آپکا حافظ اور حامی رہے۔ اور یہ سفر من کل الوجوہ مبارک کرے۔ آمین۔

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں۔ کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل تعالیٰ میسر ہو۔ تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کیطرف سے انہیں لفظوں سے مسکنت اور غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گذارش کریں۔ کہ

"اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ پر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے اسکی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو۔ اور میرے خطیات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور اور رحیم ہے۔ اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دُوری ڈال، اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر ایک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبین میں مجھے اُٹھا۔

اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کیلئے تو نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور جس خدمت کیلئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے۔ اسکو اپنے ہی فضل سے انجام تک ...... اور عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور اُن سب پر ...... جو اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر، اور اس عاجز اور ...... اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کے ...... حمایت میں رکھ کر دین اور دنیا میں آپ اُن کا متکفل ...... اور سب کو اپنے دار الرضا میں پہنچا۔ اور اپنے ...... اور اس کے آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر آمین! یارب العالمین!"

یہ دعا ہے جس کے لئے آپ پر فرض ہے۔ کہ ان ہی الفاظ سے بلا تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۱۳۰۳ھ

یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت میں ایک مبسوط باب کا متن ہے۔ میں قارئین کرام سے۔ بار بار درخواست کرونگا۔ کہ وہ اس کو پڑھیں۔ کہ کیا یہ اس قلب کی تفسیر ہو سکتی ہے۔ جس کو کاذب اور مفتری کہا جاتا ہے؟ یا اس ضمیر پر تنویر کا مرقع ہے۔ جو خدا کی راہ میں فانی اور خدمت دین کے لئے ایک غیر فانی جوش اپنے قلب میں رکھتا ہے۔ اور وہ اس شعور سے بول رہا ہے کہ کہ خدا نے اُسے کھڑا کیا ہے اور اس کی زندگی کا مقصد ایک اور صرف ایک ہے۔

کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے

اگر یہ صحیح ہے اور ضرور صحیح ہے۔ تو اُس کے بعد اس کی تکذیب سمجھ لو کیا نتیجہ پیدا کرے گی۔ یہی وہ دعا ہے جس کے لئے خدا تعالےٰ نے اُسپر یہ شعر الہام کیا۔

دلم می بلرزد چو یاد آورم — مناجات شوریدہ اندر حرم

پس تکذیب سے ڈر جاؤ۔ اور اُس کے ساتھ ہو کر اُن فضلوں کے وارث بنو۔ جو وہ لیکر آیا ہے۔ اگر تم نے اُسے صادق یقین کر لیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہو چکے ہو تو وہی رُوح اپنے اندر پیدا کرو۔ جو اُس میں بولتی ہے (عرفانی)

سیرت المہدی کا ایک ورق

از قلم حضرت جناب پیر سراج الحق صاحب رضی اللہ عنہ

اَب میں .... واقعہ لکھتا ہوں ...... اور وہ یہ ہے۔ کہ میرے لئے جو ایک چار پائی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دے رکھی تھی۔ جب مہمان آئے تو میری چار پائی پر بعض صاحب لیٹ جاتے اور میں مقلّی زمین پر بچھا کر لیٹ جاتا۔ اور جو میں بستر چار پائی پر بچھا لیتا۔ تو بعض مہمان اسی چار پائی بستر شدہ پر لیٹ جاتے۔ میرے دل میں ذرہ بھر بھی رنج یا ملال نہ ہوتا اور میں سمجھتا کہ یہ مہمان ہیں۔ اور ہم یہاں کے رہنے والے ہیں۔ اور بعض صاحب میرا بستر چار پائی کے نیچے زمین پر پھینک دیتے اور آپ اپنا بستر بچھا کر لیٹ جاتے۔ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا۔ تو حضرت اقدس علیہ السلام کو ایک عورت نے خبر دیدی۔ کہ پیر صاحب زمین پر لیٹے پڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا چار پائی کہاں گئی۔ اس نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ آپ فوراً باہر تشریف لائے اور گول کمرہ کے سامنے مجھے بلایا۔ کہ زمین پر کیوں لیٹ رہے ہو۔ برسات کا موسم ہے۔ اور سانپ بچھو کا خطرہ ہے۔ میں نے سب حال عرض کیا۔ کہ ایسا ہوتا ہے۔ اور میں کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ آخر اُن لوگوں کی تواضع اور خاطر و مدارات ہمارے ذمہ ہے۔ یہ سنکر آپ اندر گئے اور ایک چار پائی میرے لئے بھجوادی۔ ایک دو روز تو وہ چار پائی میرے پاس رہی۔ آخر پھر ایسا ہی معاملہ ہونے لگا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ پھر کسی نے آپ سے کہ دیا۔ پھر آپ نے اور چار پائی بھجوادی۔ پھر ایک روز کے بعد وہی معاملہ پیش آیا۔ پھر آپ کو کسی نے اطلاع دی۔ اور صبح کی نماز کے بعد مجھ سے فرمایا۔ کہ صاحبزادہ صاحب! بات تو یہی ہے جو کہ تم کرتے ہو۔ اور ہمارے احباب کو ایسا ہی کرنا چاہیئے لیکن تم ایک کام کرو۔ ہم ایک زنجیر لگا دیتے ہیں۔ چار پائی میں زنجیر باندھ کر چھت سے ٹنکا دیا کرو۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ یہ سنکر ہنس پڑے۔ اور کہنے لگے کہ ایسے بھی استاد آتے ہیں۔ کہ جو اس کو بھی اتار لیں گے۔ پھر آپ بھی ہنسنے لگے۔

ایک روز مغرب کی نماز پڑھی گئی۔ اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس کھڑا تھا۔ جب نماز کا سلام پھیرا گیا۔ تو آپ نے بایاں ہاتھ میری دائیں ران پر رکھ کر فرمایا۔ کہ صاحبزادہ صاحب! اسوقت میں التحیات پڑھتا تھا۔ الہاماً میری زبان پر جاری ہوا۔ کہ صلی اللہ علیک وعلیٰ محمد۔ مولانا نورالدین صاحب مرحوم امام تھے۔ پھر اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تب سے میں جو بات حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے کہتا تھا۔ تو یہ کبھی زور سے کبھی آہستہ ضرور پڑھ لیا کرتا تھا۔ اور یہی عادت میری اکثر تحریروں میں بھی ہے۔ مقام جودھ پور سے جو ریاست کی جگہ ہے۔ ایک شخص نے آپکی خدمت میں ایک بہت خوبصورت معہ ایک عمدہ لفافہ کے خط لکھا۔

اس میں لکھا۔ کہ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے۔ کہ کوئی بزرگ کہتے ہیں۔ کہ تو مرزا غلام احمد مسیح موعود کی لڑکی سے نکاح کرے۔ سو میں حاضر ہوں۔ چھ سو یا سات سو روپیہ کی ماہوار میری تنخواہ ہے اور عمر میری پچیس ۲۵ سال کی ہے۔ اور جائیداد بھی ہے۔ اگر آپ مجھے دامادی میں قبول فرمادیں تو زہے قسمت۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ خط میرے پاس لائے۔ اور فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب! اس خط کا جواب لکھدو۔ اور یہ لکھدو کہ ہمارے لڑکی تو کوئی ہے نہیں۔ اور تم جانتے ہو (مجھے مخاطب کر کے فرمایا) دیکھو صحیح بات ہے کہ ہمارے کوئی لڑکی نہیں ہے جسکا عقد ہم تم سے کردیں لیکن تمہارا خواب سچا ہے۔ اور خواب تعبیر طلب ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ عربی میں ضرب المثل مشہور ہے۔ کہ "کلمات الحکیم نبات الحکیم" یعنی حکیم کی عمدہ باتیں حکیم کی مٹھائی ہوتی ہیں۔ پس اس خواب کا اسطرف اشارہ ہے۔ کہ تم ہماری باتوں کو مانو۔ اور جو ہم کہیں اس پر یقین کرو۔ میں نے ایسا ہی لکھدیا۔ پھر مجھے معلوم نہیں کہ ان کی طرف سے کوئی جواب آیا یا نہیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات سے قریباً دو سال پہلے میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ میں قادیان سے مشرق کی طرف زمین و آسمان کے درمیان کھڑا ہوں۔ اور میرا مونہہ مغرب کی طرف ہے۔ اور میرے دس بارہ قدم کے فاصلہ پر اللہ جلشانہٗ کھڑے ہیں۔ پنجابی روش کے کپڑے ہیں اور قوی پہلوان مضبوط بھاری جسم ہے۔ اور آپکا منہہ قادیان کی طرف ہے۔ لیکن آپ مجھ سے کچھ اوپر کی طرف ہیں۔ اور میرے دائیں لیکن نیچے کی طرف پانچ سات قدم کے فاصلہ پر مولانا نورالدین رضؓ وغیرہ ہیں۔ اور مولوی محمد احسن و مولوی محمد علی ایم۔ اے بہت دُور کھڑے ہیں۔ اور بہت نیچی جگہ پر ہیں۔ مگر اللہ جلشانہٗ اس طرح کھڑے ہیں۔ کہ جیسے کوئی کسی محبوب کے انتظار میں ہو۔ اور جلد دوڑ کر اس کو چمٹ جاوے۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ دیکھیئے کون محبوب الٰہی آتا ہے۔ اتنے میں حضرت مسیح موعودؑ دوڑتے ہوئے آئے اور جب میرے سامنے آئے۔ تو اللہ جل شانہٗ چند قدم چلکر دوڑ کر لپٹ گئے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اللہ جلشانہٗ کو چمٹ گئے پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ میں نے اس وقت خیال کیا کہ جو اسوقت حضرت اقدسؑ جن الفاظ میں جو مانگیں گے میں بھی مانگا کروں گا۔ پھر حضرت اقدسؑ نے مانگا۔ مگر میری سمجھ میں نہ آیا۔ بعد اس خواب کے میں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ آپ مجھے بتا دیں۔ سو حضرت اقدسؑ ہنسکر خاموش ہو گئے یہ خواب آپ کے وصال الٰہی پر دلالت کرتا تھا۔ اس کے بعد شائد آپ نے دو ماہ کے بعد "الوصیت" لکھی۔

(بقیہ کالم نمبر ۳)

انوار اور فیوض سے مستفیض ہو رہے ہے۔ اور احمدیت کی روز افزوں ترقی اور اسلام کا بول بالا اور عروج دنیا کے کناروں تک انوار اسلام کا پھیلنا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کی بصیرت

خطا نہیں جاتی

از قلم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پاک مجلسوں میں اکثر دفعہ یہ فرمایا۔ کہ میں میاں محمود (ایدہ اللہ) کی ذہانت سے یہ نتیجہ نکالا کرتا ہوں۔ کہ موعود پسر یہی ہے۔ اور بعض الہامات میں جو اشارات ہیں۔ وہ بھی اسی کے متعلق ہیں۔ کہ وہ موعود پسر یہی ہے۔

یہ باتیں آپ کی بعض تحریروں میں بھی ملتی ہیں جنکو ہمارے دوست مخالفوں کے روبرو پیش کر کے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو خدا تعالےٰ کا موعود اور برحق خلیفہ ثابت کرتے ہیں۔

یہی باتیں تھیں جن کی وجہ سے خواجہ صاحب طرح طرح کی منصوبہ بازیوں میں مشغول ہو گئے تھے۔ اور حضرت سیدنا محمودؓ ایدہ اللہ تعالےٰ کی مخالفت میں عجیب عجیب طریق سے سرگوشیاں کرتے رہتے تھے۔ ہمیں اُن کی یہ باتیں بُری لگتی تھیں۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا۔ تو یہ لوگ اس بات کی ٹوہ میں رہتے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ سیدنا محمودؓ ایدہ اللہ تعالےٰ کو کن آنکھوں سے دیکھتے ہیں؛ اللہ اللہ! حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ جب سیدنا محمودؓ ایدہ اللہ کو دیکھتے تو آپ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہتی۔ اور جوش محبت سے فرماتے۔ میاں آؤ! اور آپ کی پیشانی کو بار بار چومتے اور فرماتے۔ میاں! جلدی جلدی پڑھ لو۔ علم تو وہی ہوگا جو اللہ تعالےٰ آپ کو پڑھائے گا۔ یہی باتیں تھیں۔ جن کو یہ لوگ نہ دیکھ سکتے تھے۔ اور نہ سن سکتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ کو کہیں باہر لیکچر دینے کیلئے بھیجا۔ تو آپ نے اپنے لیکچر میں وہ کچھ بیان کیا۔ کہ اپنے بیگانوں نے بہت ہی پسند کیا۔ جب خواجہ صاحب نے یہ بات سُنی تو اُن کو بدہضمی ہو گئی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت سیدنا محمودؓ ایدہ اللہ کے لیکچر کی تعریف کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ میاں صاحب کا باہر بھیجنا ٹھیک نہیں۔ کہ دشمن کوئی شر ہی نہ کردیں لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کو آپ سے بہت محبت تھی اور آپ خواجہ صاحب کی باتوں کو خوب سمجھتے تھے۔ اور درس قرآن مجید کے موقعہ پر بار بار صبر کی تلقین فرماتے تھے۔ اور فرماتے کہ ہمارے دوست صبر نہیں کرتے۔ میں بار بار صبر کی تلقین کرتا ہوں۔ مگر ہمارے دوست صبر نہیں کرتے۔

الحمد للہ آج ہم خلافت ثانیہ کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ اور پسر موعود ایدہ اللہ تعالےٰ کے برکات

(باقی بر کالم نمبر ۲)

مَیں کس طرح قادیان آیا؟

نوشتہ الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر سابق مشنری مغربی افریقہ و لنڈن

(قسط نمبر ۲)

قادیان میں آمدورفت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رُخِ انور میں ایک کشش تھی۔ حضور علیہ السلام کے کلام میں ایک خاص تاثیر تھی۔ حضرت اقدسؑ کی مجلس میں فرشتوں کا نزول تھا۔ جو شخص بھی دل کی کھڑکی کھول کر آتا اپنے اندرون کو نور سے بھر لیتا۔ جو بھی زمین قلب کی آب پاشی کے لئے حاضر ہوتا اسے سیراب کیا جاتا۔ جو روحانی تشنگی بجھانے کا ارادہ کر کے دارالامان آتا۔ اوسے کوثرِ احمدیت سے لبالب جام پلائے جاتے۔ اور میرا تجربہ یہ ہے کہ جو اس طرح آتا وہ پھر قادیان کا ہی ہو جاتا۔

میں بھی ہر سال تعطیلات موسمی قادیان میں گذارتا۔ اور ہر سال ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۵ء تک مئی و جون مہدیٔ برحق کے قدموں میں بسر کرتا۔ خواہ حضور (علیہ السلام) قادیان میں ہوں یا باہر۔ چنانچہ ایک سال گورداسپور میں ہی ٹھہرنا پڑا۔ اور ایک رات حضرت اقدسؑ کے ساتھ گورداسپور سے قادیان پیدل آیا۔ دو برس تو یونہی گذر گئے۔ تیسرے سال جب مَیں آیا۔ تو مَیں نے حضرت کے زیادہ قریب ہونے اور اپنا تعارف کرانے کی سبیل نکالنے کی ٹھانی۔

پُوربی زبان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جو خدا کی راہوں میں سے آخری راہ اور اس کے نوروں میں سے آخری نور تھے) اپنے خدام کو نمازوں کے بعد زیارت کا موقعہ دیا کرتے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھ کر لوگ اپنے اخلاص کے پھول گلدستۂ اشعار کی صورت میں آسمان کے دولھا کی نذر کرتے۔ فارسی بھی ہوتی عربی بھی، اردو بھی۔ پشتو بھی اور کشمیری بھی۔ مگر سب سے زیادہ سادہ اور دلچسپ کلام پنجابی ہوتا۔ کیونکہ اس کے شاعر کچھ ردیف قافیہ کے بہت پابند نہ ہوتے۔ تاہم مقبولیت ان کو ہی زیادہ ہوتی۔ میں سوچتا رہا۔ کہ آخر کس طرح حضورؑ کو اپنی طرف متوجہ کروں۔ کیا پیش کروں کہ نظرِ عنایت اٹھ جائے۔ جن کو خدا نے زر و سیم دیا تھا۔ وہ اسے اسلام کیخاطر حضرتؑ کے قدموں میں ڈالتے۔ جن کو قابلیت دی تھی۔ وہ علمی رنگ میں اپنا کلام پیش کر کے خوشنودیٔ سرکار حاصل کرتے۔ میرے پاس کچھ نہ تھا۔ مجھے ایک پنجابی شاعر کا قرآن مجید کی آیات پڑھ کر اُس کے پیچھے "وچ قرآنے آیا" (یعنی قرآن میں آیا ہے) کہنا پسند آیا۔ اور جبکہ کل نبیوں کے

نور نے مسکرا کر خوشی سے جزاک اللہ کہا۔ تو میرے لئے جرأت کرنے کا سامان بن گیا۔ مگر میں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ یوسفؑ کی خریدار بنونگی۔ مگر سوت کی اَٹی کسی اچھے چرخہ پر کاتونگی۔ اس کے لئے واپس جا کر میں نے پوربی زبان میں تُک بندی کی۔ اور "کرشن اوتار" کے نام سے نظم لکھ کر چوتھے سال ساتھ لایا۔ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کو یہ نظم سنائی۔ اور اس کے بعد حضورؑ میں رسائی ہوئی۔ اور حضرت کے حضور جو کچھ عرض کیا۔ اس میں سے چند اشعار حسب ذیل تھے۔

گوالن اور گیُوپال

حضرت (علیہ السلام) مجلس میں تشریف فرما تھے۔ کرشن کا دعویٰ فرما چکے تھے۔ میں کرشن ویدانت سے محبت کے سبب سے پہلے ہی عاشق تھا۔ مجھے اس دعویٰ سے بے حد خوشی تھی اسلئے آنند کند بھگوان کو مخاطب کر کے درشن کیا۔

ہے مہدی میں تمرو داشا — تہ سوامی گن دان مہاشا
ہرشی عرجی ہمری سُنیو — ہم کا گیان پرکش ہنیو
مہما میں کا کروں بچارا — تمری کرت کہت جگ سارا
تمہوں امام اس این اپارا — تمہوں شُدھ میت کرتارا
عرج کروں تموں کر جوری — دُور پرا ہوں لو سدھ موری
موری سمجھ ھار ڈ نیّا — تم بن اور نہ کوؤ کھویّا
تم ہو ہمرے نیک کھویّا — یار کرد نرگن ہوں دیّا

گوالن پورب دیش سوں ٹھاڈے دوار کا آئے
مہا منت کے لال جی کرپا رو چیت لائے
تُسوں بچھڑے شام جی گجرس بارہ ماس
درش پرایت اب ہوؤ جو دیش پچھوئی آش
نیّر میرو ناؤں ہے تمرو گوال کہات
دودھوا تمرے گیان کا بھیت ہوں دنرات
سکھیاں ہم سنگ دودُہاں دو ہو تمرو گوپال
تنک نجریا کینیو ہمرے رود گوپال

بیڑا پار ہو گیا

اخلاص سے پیش کئے ہوئے بے جوڑ پوربی اشعار قبول ہو گئے۔ مردوں کو زندہ کرنے والی نظرِ مسیحائی اٹھی۔ سراپا نور نے میری طرف میری درخواست کے مطابق آنکھ اُٹھا کر نظر کی اور فیضانِ نور سے نیّر بنا دیا۔ میری اس نظم میں کچھ اور اشعار بھی تھے۔ جو صاحبزادوں کو پسند آئے۔ اور وہ دوڑتے کودتے اُن کو پڑھتے پھرتے تھے حضورؑ نے

گھر جا کر ذکر کیا۔ سیدہ محمدی بیگم ام المومنین حضرت نصرت جہاں بیگم پادشاہ نے نظم کی نقل منگوائی۔ پیر سراج الحق صاحب مرحوم نے دوسرے ہی دن لکھائی شروع کرا دی۔ چند کاپیاں چھپوالیں۔ اور "رسُول اللہ کی بیٹی" اتم پسر موعود کی خدمت میں بھجوا دیں۔

اس کے بعد مجھے قادیان میں سب جاننے لگے۔ میں مدرسہ میں آنریری مدرس بھی رہا۔ اور جب رخصت لی تو آقائے نامدار خود دروازے پر باغ میں ملنے کے لئے آگئے۔ اور لکھکر دیا۔ کہ "میری تعلیم کشتیٔ نوح سے جسقدر حصہ ضروری ہو۔ اس کا ترجمہ کر کے اس زبان میں شائع کرنے کی اجازت ہے۔ اور دوبارہ آنے کا قصد رکھیں کیونکہ یہ ضروری ہے۔"

اس زمانہ میں لوگوں کو مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو پڑھ کر نتیجہ اخذ کرنے کی خاص مہارت تھی۔ چنانچہ ایک دوست نے کہا۔ کہ "اس خط کے بعد آپ اب قادیان سے باہر نہیں ٹھہر سکتے۔"

روانگی، بلاوا و واپسی

میں روتا ہوُا گیا۔ ایک دن دیر کر کے ملازمت پر حاضر ہوُا۔ دل بے چین رہتا۔ سخت گھبراتا۔ قادیان اور قادیان والا سامنے رہتے۔ اور اس گھبراہٹ کو ایک دن میں نے اس طرح موزون کیا ؎

وہ دن خدا کرے کہ جائیں قادیان میں
جاں بھی ہماری نکلے تو دارالامان میں

اے اہلِ قادیاں تمہیں پہلے سلام ہے
پھر بعد اس کے اتنا یہ میرا پیغام ہے

کہنا جناب احمد مرسل مسیح سے
سلطان دین عالم ذفاضل فصیح سے

اُس خادم جناب رسولِ امین سے
اُس دستگیر جامیئے دینِ متین سے

نیّر کو لے بلا تیرے قدموں سے دور ہے
درد و فراق گرمیٔ ہجراں سے چور ہے

یہ اگست کا مہینہ تھا۔ بارشوں کا زمانہ تھا۔ ایک بادل حاضر ہوُا۔ اور اس پیغام کو لے کر تخت گاہِ رسول میں پہنچا۔ اور قادیان سے ایک ذمہ دار کارکن نے لکھا۔ کہ آپ آجائیں آپ کے لئے ایک جگہ ہے۔ میں نے لکھا۔ کہ جب تک مسیح موعود علیہ السلام نہ بلائیں نہیں آؤنگا۔ وہی خط پیش ہوُا۔ میری تمنائیں میری التجائیں، میری خواہشیں آسمان کے فرشتے پہلے ہی پہنچا چکے تھے سرکار، پیاری سرکار نے قلم حاضر سے اس قرطاس پر لکھا۔ اور مجھے مخاطب فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
میں آپ کے آنے پر بہت خوش ہوں۔
آپ ضرور آجائیں۔ مرزا غلام احمد

پھر کیا تھا۔ میری بگڑی بن گئی۔ جو مانگا تھا وہ ملا۔ ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو قادیان آگیا۔ اور "آپ آگئے" کے

۹۶/

خطاب سے عزت ملی۔ روتے گئے۔ ہنستے آئے۔ نوازا اور بہت نوازا۔ اور میں ایک فارسی نظم لکھ کر لایا۔ جو حضورؑ کو سنائی۔ اور فرمایا۔ "فارسی میں بھی دخل ہے؟" اور پھر پنڈت لیکھرام سے مباہلہ پر "کرشن لیلا" نام نظم جو میں لکھ کر لایا تھا سنائی۔ اظہار خوشی ہوُا۔ اور ہم پردیس سے پیا کے دیس آئے۔ اور یہی دعا ہے کہ سابقہ دعا قبول ہو۔ ع جاں بھی ہماری نکلے تو دارالامان میں

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سوانح حیات میر مہدی حسین صاحب خادم المسیح

میری پیدائش ۱۲۸۵ھ ہجری کی ہے۔ ۷ محرم الحرام تاریخ ولادت معلوم ہوئی تھی۔ جس کو میری والدہ رحمہا اللہ بطور یوم ولادت ظاہر فرمایا کرتی تھیں۔

ابتدائی ایام و سنین طفولیت

مجھے ایک مولوی صاحب سید قاسم علی نام شیعہ مذہب نے الف بے کا سبق پڑھایا تھا۔ اور سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کر چکا تھا۔ میری آنکھیں بہت خراب تھیں جس کے لئے مجھے چھوٹی عمر میں ہی دعا کی تحریک غیب سے ہوئی تھی۔ اور اس کے چھ ماہ کے بعد وہ دعا بر نگ چیچک قبول ہوئی۔ اور چیچک نکلنے سے میری آنکھیں بجائے خراب ہونے کے درست ہو گئیں۔ مکتبی تعلیم میں نے اپنے گاؤں سید کھیڑی علاقہ پٹیالہ میں حاصل کی تھی۔ اور جب استاد نے مجھے فارغ التحصیل قرار دیا تو میں ترقی علم اور تلاش امام مہدی میں لدھیانہ چلا گیا۔ یہ سفر میں نے پہلا اور والدین کی بے خبری میں اختیار کیا تھا یہ سن ۱۳۰۱ھ ہجری تھا۔

چودہ سال کی عمر میں میں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ملاقات کے لئے ایک مجاہدہ کیا تھا۔ جو صرف ایک ہی شب میں ختم ہو گیا۔ اور مجھے حضرت امام مہدی کی زیارت نصیب ہو گئی۔ پھر جب میں لدھیانہ آیا تو استخارہ کے ذریعہ سے امام کی تلاش کے لئے کہیں جانا چاہا۔ مگر استخارہ کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی جگہ جانا یا نجانا برابر ہے۔ یہ ۱۸۸۳ء کا زمانہ تھا جبکہ ستارہ ذوالسنین کے دیکھنے سے مجھے شوق زیارت نے بے چین کر دیا تھا۔

میں نے ایام قیام لدھیانہ میں خوشخطی ایک استاد سے جو امام ویردی کے شاگردوں میں سے تھے سیکھی تھی اور اس کے قواعد خوب یاد کر لئے تھے جو مجھے پروف دیکھنے کے لئے قادیان میں کارآمد ثابت ہوئے۔ پھر ملازمت میں وقت گذارا۔

۱۸۸۶ء میں مجھے سرمہ چشم آریہ کے ابتدائی اشعار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پتہ لگا۔ چونکہ ان ایام میں کوئی دعوےٰ نہ تھا۔ اس لئے میں نے زیادہ پژوہش نہ کی۔ لیکن ۱۸۸۹ء میں حضرت صاحب کے سبز اشتہار سے پتہ لگا۔ کہ آپ ماموریت کا دعوےٰ رکھتے ہیں۔ اور ایک بیٹے کی ولادت کی پیشگوئی فرماتے ہیں۔ جس پر لوگوں نے اعتراضات شروع کئے۔ مگر میں نے جب الہام کا لفظ سُنا (اور میں اس کے امکان کا اسلام میں قائل تھا) تو میں نے لوگوں سے یہ کہکر جھگڑنا شروع کیا۔ کہ جبکہ الہام سے کوئی بات دنیا میں پیش کی جاوے تو اس پر چون وچرا ناجائز ہے۔ بلکہ اس کے واقعات سے صدق کی روشنی حاصل کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد دو تین سال تک میں ظلمات بیخبری میں رہا۔ اس اثناء میں مجھے شیعہ سُنی کے مباحثات سے کام پڑا۔ اور میں نے قرآن کریم کے مختلف مقامات کی آیات کے معنے شیعہ اور سُنی علماء سے سُنکر اس کا تصفیہ کر لیا کہ نہ شیعہ میں کوئی روشنی موجود ہے نہ سُنی صاحبان کے پاس کوئی مابہ الامتیاز بات ہے۔ سید محمود شاہ صاحب چھچھ ہزارہ والا واعظ کے ساتھ گفتگو کرنے سے میں نے یہ فیصلہ ان کی حسب خواہش کر لیا۔ کہ آئندہ ہاتھ باندھکر نماز پڑھا کرونگا۔ مگر اس پر میری برادری کے لوگوں نے مجھ سے بائیکاٹ کر دیا۔ میں نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔

۱۸۹۱ء میں ابھی میں شیعہ ہی تھا کہ ایک اور میر صاحب سید اصغر حسین نام شیعہ مذہب سے کنارۂ دریائے ستلج پر ذیل کی گفتگو ہوئی۔

اصغر حسین۔ وہ دیکھو دہلی میں قادیان والے مرزا کی کیا خوب گت ہوئی۔ لوگوں نے ان پر پتھر اور خاک دھول ڈالی۔ جھوٹے کا یہی حال ہونا چاہیئے۔

مہدی حسین۔ صاحب یہ حالات جھوٹے کے نہیں ہیں جھوٹا اول عزت پاتا ہے پھر گرایا جاتا ہے غور کرو اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو امام حسین کب سچے ٹھہر سکتے ہیں جن پر ایسے ہی حالات گذرے۔

اصغر حسین۔ تم قادیانی ہو گئے اور تم اس سے مِل جاؤ گے۔

مہدی حسین۔ میں نے نہ قادیان کو دیکھا نہ قادیانی سے ملا۔ میں کیسے قادیانی ہو گیا۔

اصغر حسین۔ تم ضرور قادیانی ہو جاؤ گے بس تم گئے یہ ضرور ہو کر رہے گا۔

مہدی حسین۔ اسلام میں ایک شخص کی آمد مقدر ہے خواہ وہ مہدی ہو یا مسیح۔ اگر وہ شیعوں میں آیا اور سُنیوں نے نہ مانا تو سُنی گمراہ ہونگے۔ اور اگر وہ سُنیوں میں آیا اور شیعہ نہ مانیں گے۔ تو وہ تباہ ہو جاوینگے۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ اگر یہ وُہی شخص ہے تو خدا مجھے اس کے ساتھ کرے۔ اور اگر وہ نہیں۔ تو خدا مجھے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اس کے بعد میں نے ایک رئیس کے گھر سے براہین احمدیہ لیکر پڑھنی شروع کی۔ اور جب ایک جلد ختم ہو گئی۔ تو دوسری جلد لے گیا۔ اس نے کہا کہ آپ اس کو پڑھکر ہمکو بھی اس کی کیفیت سے آگاہ کریں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے کیوں نہیں پڑھی۔ تو کہا کہ ہمکو فرصت نہیں ملتی۔ اسی اثناء میں میں نے سرسید کے چند لیکچر پڑھے۔ مگر دل کو تشفی نہ ہوئی۔ پھر حضرت اقدس کی خدمت میں ایک خط اس مضمون کا لکھا۔ کہ میں متلاشی حق ہوں۔ آپ اپنے عقائد کی فہرست مجھے ارسال فرما دیں۔ اگر اس میں شرک سے اجتناب ہوا۔ تو میں آپ کے ساتھ ہو جاؤنگا اس کے جواب میں حضرت مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت کا لکھا ہوا خط مجھے اس مضمون کا پہونچا۔ کہ ہمارے عقائد ہماری کتابوں میں مندرج ہیں۔ ہماری کتابیں آپ کو پہونچیں گی۔ آپ صبر سے انتظار کریں۔ اور اھدنا الصراط المستقیم بہت پڑھا کریں۔ یہ خط میں نے شیخ نور احمد صاحب جالندھری مرحوم کو دکھلایا جو مہتمم انہار کے ساتھ دورہ میں عرائض نویس تھے۔ انہوں نے فوراً مجھے کہا۔ کہ کتابیں ایک ہفتہ تک میں آپ کو اپنے پاس سے منٹگمری جا کر بھیجدونگا۔ آپ جلدی ہی خوش ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے کتابیں آئینہ کمالات اسلام وغیرہ بھیجدیں میں ان کو پڑھنے لگا۔

شیخ نور احمد صاحب کی طرح ایک اور شخص کا احسان بھی مجھ پر ہے جس کو اگر ذکر نہ کروں۔ تو کوتاہی ہو گی ۱۸۸۶ء میں جس شخص کے پاس میں نے سرمہ چشم آریہ دیکھی تھی۔ ان کو میں نے لکھا کہ تم نے جس مولوی کا ذکر کیا تھا۔ وہ سُنا ہے کہ اب کہتے ہیں کہ میں آسمان سے نازل ہوا ہوں۔ کیا اس سے پہلے وہ زمین پر موجود نہ تھے اس کا جواب انہوں نے مجھے کچھ نہ دیا۔ یہ میرے گاؤں سے قریب کے رہنے والے تھے۔ میں رخصت کے موقعہ پر ان کے پاس گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ آپ کا خط آیا تھا۔ مگر میں بیمار تھا۔ جواب طول طلب تھا۔ اب آپ آ گئے ہیں۔ بالمشافہ گفتگو کر لیں۔ میں نے کہا پہلے یہ کہو کہ وہ آسمان سے کس طرح نازل ہوتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ درحقیقت آسمان پر کوئی گیا ہی نہیں۔ پھر اُترنا کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا یہ بات نہایت معقول ہے۔ مگر کیا کریں۔ لاکھوں مولوی قرآن پڑھتے ہیں۔ اور یہی بتلاتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ قرآن کریم کی تیس آیات سے ثابت ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے جواباً عرض کیا۔ کہ مجھے صرف پانچ آیتیں ہم معنی دکھلا دیں۔ میں مان لونگا۔ وہ گھر سے ازالہ اوہام کتاب لینے گئے۔ میں نے ان کی غیبت میں اپنے دل کو شرمندہ کیا۔ کہ قرآن کریم کے لئے پانچ گواہ کی کیوں ضرورت ہوئی۔ صرف تین آیات کا مطالبہ کافی تھا۔ جب وہ ازالہ اوہام لائے۔ اور ایک آیت پڑھی۔ تو میں نے کہا کہ بس یہی آیت قطعی اور کافی ہے یہ سورۂ یٰسٓ کی پانچویں رکوع کی شروع کی آیت ہے کہ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ

اس کے بعد میں نے شیخ نور احمد صاحب جالندھری (جو کہ بلال لنڈن بھی مشہور ہوئے تھے) کی دی ہوئی کتابیں پڑھیں بیان میں تو سحر تھا مگر دھوکہ کھانے کا خوف بھی دامنگیر رہتا تھا۔ حتےٰ کہ کتاب آسمانی فیصلہ میں یہ لکھا دیکھا۔ کہ اگر کسی کو ہماری کتابیں پڑھکر بھی شبہ رہے تو وہ بذریعہ استخارہ خدا تعالےٰ سے انکشاف چاہے۔ یہ بات میرے لئے نہایت

مسرت بخش تھی۔ کہ اس ذریعہ سے خدا تعالےٰ سے ہمکلامی اور ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔ لیکن پھر گمان گذرا۔ کہ استخارہ کے الفاظ میں کوئی ایسا لفظ نہ ہو جس سے تبلانے والے نے کوئی اپنی غرض حاصل کرنی ہو۔ رمضان شریف کا مہینہ آگیا یہ وہ رمضان تھا جس میں کسوف خسوف کا نشان وقوع میں آیا تھا۔ میں نے حضرت کے تبلائے ہوئے استخارہ کے متعلق یہ سوچا کہ روزہ تو رکھا ہی جاتا ہے۔ حرام کھانے کی کوئی صورت میرے پاس نہیں۔ سچ بولنے کی عادت پہلے سے ہے بہتر ہے کہ آج سے تین ہفتہ تک استخارہ کیا جاوے یہ نویں تاریخ رمضان شریف کی تھی۔ کہ میں نے بعد نماز عشاء تہیہ کیا لیکن پھر حضرت کے تبلائے ہوئے طریق استخارہ میں اس غرض سے تبدیلی کی۔ کہ کوئی لفظ صارف خیالات نہ رکھا ہوا ہو چونکہ حضرت نے قرآن شریف سے استخارہ استنباط کیا ہے اس لئے مَیں بھی قرآن شریف سے ہی مدد لیکر تین ہفتہ تک برابر کرتا رہونگا۔ اس وقت یہ تجویز دل میں آئی۔ کہ قل ھو اللّٰہ شریف بجائے ۲۱ مرتبہ کے تیس مرتبہ وتر کی آخری رکعت میں پڑھی جاوے۔ اسی کو صحیح سمجھا گیا۔ اور جب میں نے ۲۹ مرتبہ سورۂ اخلاص نماز میں پڑھی اور تیسویں مرتبہ بسم اللہ پڑھی۔ تو ربودگی کی حالت ہوگئی۔ یعنی جس جگہ کوٹھڑی میں پڑھ رہا تھا۔ اس جگہ سے مجھے کوئی فرشتہ اٹھا کر چھت سے اوپر جوّ السماء میں لے گیا۔ اور پھر اسی جگہ لاکر کھڑا کردیا وقت شب تبدیل ہوگیا۔ چراغ جو جلتا تھا۔ وہ گم ہوگیا صبح کا وقت نظر آیا اور دروازہ کے کسی قدر کھلنے سے روشنی نظر آتی تھی۔ جو میری پشت پر تھا۔ میں کھڑا تھا۔ کہ میں نے ایک تختی ~~حضرت مرزا صاحب~~ اس شکل کی دیکھی جس پر لکھا تھا۔ جلی قلم سے **حضرت مرزا صاحب** ۔

یہ کسی غیبی ہاتھ میں تھی۔ اور وہ ہاتھ اس کو دائیں طرف سے بائیں جانب کو آہستہ آہستہ میرے آگے سے گذار رہا تھا جب وہ گذر رہی تھی۔ تو اس اثنا میں مَیں نے دو مرتبہ اس کو پڑھا۔ اور ان کے الفاظ نے مجھے مرعوب کیا اور انکی عظمت نے میرے دل میں گھر کیا۔ پھر مجھے اسی طرح چھت کے اوپر جوّ السماء میں لے جاکر واپس لاکر اسی جگہ کھڑا کردیا گیا۔ لیکن کوئی اس کا فاعل نظر نہ آیا۔ میں نے دیکھا کہ پھر رات ہی سا وقت ہوگیا۔ اور چراغ جلتا نظر آنے لگا۔ جس وقت مجھے واپس کھڑا کیا گیا۔ تو میرے کانوں نے یہ الفاظ سُنے (**مرزا سچا نکلے گا**)

یہ ۱۸۹۳ء میں آتھم والی پیشگوئی شائع ہونے کے بعد کا واقعہ ہے اور ۹ رمضان ۱۳۱۱ ہجری کے بعد کی شب تھی۔ اس استخارہ نے مجھے آئندہ محنت کرنے سے مستغنی کردیا۔ اور میں نے نماز وتر کو تیسویں مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنے کے بعد ختم کیا۔ اور پھر چارپائی پر لیٹ کر سوچ رہا تھا۔ کہ اب کونسا ابہام باقی ہے۔ معاملہ صاف ہوگیا۔ دن میں ایک سکھ صاحب کو جو میرے اس معاملہ میں ہمراز تھے یہ واقعہ سنایا۔ اس نے سُنتے ہی کہا کہ تم کو خدا نے تبلا دیا۔ اب خواہ دُنیا کو منظور کرو۔ یا خدا کی بات مان لو۔ مَیں نے اسی وقت قلم اٹھا کر بیعت کا خط لکھدیا۔ خط کے سرنامہ پر یہ آیت زیب عنوان کردی۔ اِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ۝

میرے پاس ایک ہرکارہ ڈاک لایا کرتا تھا۔ اور رات کو وہیں سوتا تھا۔ اس نے دوسرے روز آکر حضرت کی شان میں ناشائستہ الفاظ بولنے کا قصد کیا۔ میں نے اسے کہا کہ میرے سامنے اس شخص کو ہرگز بُرا نہ کہنا میں نے تحقیقات کرلی ہے یہ شخص سچا ہے اور اگر تم نے بُرا کہا۔ تو گویا میرے باپ کو کہنے سے بڑھکر مجھکو بُرا معلوم ہوگا۔ اس نے کہا کہ کیا تم نے سچا مان لیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے برس دن کی تحقیقات کے بعد قبول کرلیا ہے اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔ اور کہا کہ اچھا تمہارے سامنے کچھ نہیں کہوں گا۔ مَیں نے اس سے کہا۔ کہ تمہاری اس کے متعلق کیا رائے ہے۔ تو اس نے کہا کہ مجنون سمجھتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ تم نے ابوجہل کا کلمہ دُہرایا۔ جو یہ ہے کہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ۔ وہ شرمندہ ہُوا۔ اور اپنے قصبہ کھڈیاں ضلع لاہور میں جاکر میرے متعلق ایک شورش پیدا کردی۔ تیرہ رمضان شریف کو کسوف کا نشان ظاہر ہُوا۔ تو اس نے مجھے آکر کہا کہ ہمارے قصبہ کے معزز سوداگر تمکو بلاتے ہیں۔ میں چونکہ نشان دیکھ چکا تھا۔ اسی روز صبح کو اس کے ساتھ چلا گیا وہ مجھے ہر ایک دوکان پر لے گیا۔ اور کہا کہ یہ مرزا صاحب کو سچا مانتے ہیں۔ جب خوجوں نے مجھ سے پوچھا۔ تو میں نے ہر ایک سے یہی کہا۔ کہ ہاں سچّا مانتا ہوں۔ تم کوئی اعتراض کرو۔ تو وہ خاموش ہوجاتے تھے۔

صرف ایک شخص نے جو ڈاکخانہ کا اوورسیر تھا۔ اور اس کو سب میں فوقیت اور رسوخ حاصل تھا۔ نماز ظہر کے لئے وضو کرتے وقت کہا۔ "انگریزی حکومت ہے کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی۔ تو یہ جو کوئی مہدی بن بیٹھتا ہے کوئی مسیح ہونے کا دعویٰ کردیتا ہے ایسے کا سر اڑا دیا جاتا۔" میں نے جوش سے کہا۔ کہ تم نالائق تھے۔ اسی وجہ سے تم سے بادشاہت چھین کر خدا نے ایسی قوم کو دیدی جو اس کی لیاقت رکھتی ہے۔ اس کو تحمل اور وقار کا ملکہ حاصل ہے تم نے اسی وجہ سے سلطنت کھوئی۔ کہ ایک بات بھی سُننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس کے بعد ہم نے یکجائی نماز پڑھی اور میں شام کو اپنے جائے قیام پر آگیا۔

مباحثات کا سلسلہ

اب مَیں میدان میں نکل آیا۔ اہل وطن سے الگ پرخاش تھی۔ اور اہل مذاہب سے چھیڑ چھاڑ رہنے لگی۔ آتھم والی پیشگوئی سے پیشتر مجھے اللہ تعالےٰ نے سمجھا دیا تھا۔ کہ آتھم نہیں مریگا اور پیشگوئی سچی ہوگی۔ اس قصّہ کو بخوف طوالت چھوڑتا ہوں۔ آتھم میرے سامنے فیروزپور سے امرتسر کو عیسائیوں کے ہمراہ گیا تھا۔ وہاں شور ہونے پر فیروزپور سے دو شخصوں نے آکر مجھے یہ بدخبر سُنائی۔ کہ حضرت صاحب کو عیسائی پادریوں نے گرفتار کراکر کوٹھڑی میں بند کردیا ہے اور زدوکوب کررہے ہیں۔ میں نے فوراً اپنے آفیسر سے کہا۔ کہ اب کے بعد جو گاڑی لاہور امرتسر کو جاوے گی۔ مَیں اس میں قادیان چلا جاؤں گا۔ اپنے کام کا بندوبست کرلیں اس نے کہا۔ کہ تمہاری ملازمت جاتی رہے گی۔ مَیں نے اس سے کہا۔ کہ مجھے ملازمت کی کوئی پروا نہیں۔ اس وقت یہاں بیٹھے رہنا بیعت کے خلاف ہے۔

ایک دوسرے شخص نے فیروزپور سے آکر خبر سُنائی کہ وہاں اشتہار شائع ہُوا ہے۔ جو قادیان کا لکھا ہُوا ہے کہ مرزا صاحب نے پادریوں سے معافی مانگ لی ہے کہ میں نے جھوٹی پیشگوئی کی تھی۔ مجھے معاف کردو۔

شام تک کوئی گاڑی نہ آئی۔ تو میں نے رات کو یہ آیت پیش نظر رکھکر کہ اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا۔ دُعا کی۔ کہ مجھے اس کی حقیقت سمجھائی جاوے۔ تو رات کو معلوم ہُوا۔ کہ یہ محض افواہ ہے۔ میں نے خبر لانے والے سے کہا کہ اشتہار کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ مگر مَیں دو آنے تمکو دُوں گا مجھے ایسا اشتہار مہیا کردو۔ اس نے کہا کہ فیروزپور میں جاکر لے لو۔ اس پر مَیں صبح کو افسر سے اجازت لیکر ایک سرکاری کام کی غرض سے فیروزپور کو روانہ ہُوا۔ راستہ میں ایک آریہ مجھے ملا۔ اور کہا کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ فیروزپور جاؤنگا۔ اس نے کہا۔ کہ میں بھی جاتا ہوں وہاں سوامی لیکھرام آئے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں بھی سوامی صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ ہم دونوں یکّوں پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ آریہ کا نام مُرلی دھر تھا۔ میں نے اُسے کہا۔ کہ تم پہلے چلکر اطلاع دو۔ کہ ایک مرزا غلام احمد صاحب کا مُرید ملنا چاہتا ہے وہ اجازت لے کر آیا۔ اور کہا۔ آپ آجائیں۔

(باقی آئندہ)

مکتوب گرامی حضرت جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب "الحکم" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! الحکم جلد ۴۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۸ر جولائی ۱۹۳۸ء میں وہ حالات میں نے پڑھے جو مولوی جلال الدین صاحب شمس نے میری طرف منسوب کرکے شائع کرائے ہیں۔ یہ واقعات درست ہیں۔ سوائے دو تین فقروں کے جن کی میں اصلاح چاہتا ہوں۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا۔ کہ شمس صاحب صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات چپکے چپکے قلمبند کررہے ہیں۔ دمشق میں ایک رات بیٹھے بیٹھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا تذکرہ چھڑا۔ تو میں نے انہیں آپ بیتی سنائی۔ اور آج وہی آپ بیتی اخبار الحکم کے صفحات میں پڑھ کر مجھے تعجب ہُوا۔ مجھے علم نہ تھا۔ کہ انہوں نے ان باتوں کو اسی وقت لکھ لیا تھا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے جن غلطیوں کی اصلاح مطلوب ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) الحکم صفحہ ۳۔ کالم ۲۔ روایت نمبر ۱۲۔ کی پہلی سطر پر تاریخ $\frac{۲۲}{۲۵}$ ۵ اکی جگہ $\frac{۱۲}{۲۵}$ ۱۵ چاہیئے۔ دسمبر کے مہینہ کا واقعہ ہے۔ اس وقت ہم محلہ میں رہتے تھے جو دمشق کے مضافات کا حصہ ہے۔ رات کا وقت تھا جب یہ واقعات انہیں سنائے گئے۔

(۲) کالم ۳۔ سونے کا ہار جسے پنجابی میں کنٹھا کہتے ہیں۔ ۳ص ۴ص کالم ۲ دزیر کی جگہ امید کا لفظ ہے۔ (۴) ص ۱۵ کالم ۲ ماتم میں چلی گئیں کی جگہ باغ میں چلی گئیں۔ (زین العابدین ولی اللہ) ۱۴/۸/۳۸

مہتہ عبدالخالق صاحب قادیانی کی کامیاب مراجعت

جیسا کہ قارئین کرام کے علم میں آچکا ہے۔ کہ ہمارے نونہال عزیز مہتہ عبدالخالق صاحب قادیانی اپنے سائیکل کی پیٹھ پر بلاد عربیہ کے ٹور کی غرض سے عراق کے دارالحکومت بغداد میں پہنچ چکے ہیں۔ اور مقررہ مشتہرہ تاریخوں کی ریسز کے بعد شام اور مصر کو روانہ ہوجانے والے تھے۔

بغداد کی تازہ اطلاعات

سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نادی التجدد نے تحریری طور پر عزیز موصوف کو 11/8/38 کے روز اطلاع دے دی ہے کہ "ریسز کا انتظام نہیں ہوسکا۔ اب آپ جب شام اور مصر کے دورہ سے واپس آئیں گے تو ضرور دوڑوں کا انتظام ہوجائیگا۔" اور

اخبارات میں یہ اعلان

کرا دیا ہے۔ کہ چونکہ گرمی کی شدت ہے، کالج بند پڑے ہیں۔ نیز ہمارے سائیکلسٹ اوٹ آف پریکٹس ہو رہے ہیں۔ لہٰذا شام اور مصر کے ٹور سے واپسی پر آپ کی طرف سے اطلاع آنے پر ریسوں کا باقاعدہ انتظام کر دیا جائیگا۔

قارئین الحکم سے پوشیدہ نہیں۔ کیونکہ بغداد کے عربی اخبارات کے اعلانات ترجمہ کر کے شائع کئے جاچکے ہیں۔ کہ

بطل پنجاب مہتہ عبدالخالق قادیانی

جب کراچی سے عراق کو روانہ ہوئے۔ اخبارات نے اپنے کالموں میں بڑے زور سے اُن کا ذکر کیا۔ بلکہ لکھا۔ کہ نادی التجدد نے ان کو اطلاع دی ہے۔ کہ نادی مذکور نے ان کی آمد پر ریس کا انتظام مقامی سائیکلسٹوں سے گفتگو کے بعد اپنے ذمہ لیا ہے۔

پھر اُن کے بغداد پہنچنے پر اُن کا شاندار ویلکم کرنے کے ساتھ اخبار میں اُن کے فوٹو دیکر جہاں مختلف کوائف شائع کئے وہاں ریسوں کی تاریخوں کا بھی اعلان کرایا تھا اور

اسی پر بس نہیں بلکہ

ایک نہایت شاندار پوسٹر میں ایک طرف بطل عراق اور دوسری طرف بطلِ پنجاب کے خوبصورت عکس دیکر

هلموا للمشاهدة — هلموا للمشاهدة

السباق العظيم للدراجات الهوائية

کے جلی عنوان اور جوش دلانے والی نعش اور سرخیوں کے ساتھ نہایت دلچسپ پروگرام شائع کئے گئے۔ جن سے پبلک میں شوق کی ایسی لہر دوڑ گئی۔ کہ شہر بھر میں ان مقابلوں کا چرچہ ہوگیا۔ اور لوگ نہایت بے صبری سے مقابلہ کی تاریخوں کا انتظار کرنے لگے

مگر

عین 7/8/38 کو track (دوڑنے کی جگہ) کی عدم تکمیل کی وجہ سے التواء کا اعلان کر کے ایک نئی تجویز پیش کر دی گئی۔ کہ 9/8/38 کو بیس میل کی ریس ہوجائے۔ مہتہ عبدالخالق صاحب جن کو صحیح پوزیشن کا ٹھیک ٹھیک علم ہوچکا تھا۔ اور اپنے مقابل کی طاقت کا وہ اندازہ کر چکے تھے۔ انہوں نے

اس پیش کش کو بھی قبول کرلیا

اور بیس میل کی دوڑ دوڑنے کو بھی تیار ہوگئے

مگر

ان کی حیرت وتعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ اچانک خلاف توقع ۲۰ دن کے انتظار کے بعد 11/8/38 کو انہیں مندرجہ بالا تحریر مل گئی۔ اور اخبارات کے اعلان بھی پہنچگئے۔

ظاہر ہے

کہ ہمارے نوجوان بغداد پہنچے اس وقت بھی گرمی کی یہی شدت تھی۔ کالج اس وقت بھی بند تھے۔ اور سائیکلوں کی پریکٹس بھی کسی نے روک نہ دی تھی۔ خصوصاً جبکہ مشہور مشاق اور قابل سائیکلسٹوں سے گفتگو کے بعد نادی التجدد نے مقابلوں کا پروگرام شائع کیا۔

علی الخصوص بطل عراق

کی رضامندی حاصل کرنے کے بعد اعلان کرائے جیسا کہ پوسٹر میں اُن کے عکس کی موجودگی شاہد ہے۔ تو پھر یہ ہیرا پھیری۔ یہ ٹال مٹول جو معنی رکھتی ہے۔ وہ معاملہ فہم پبلک سے کسی صورت میں بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ یا للعجب

عزیز موصوف کو

چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پنجاب گورنمنٹ کے شعبہ انڈسٹریز کی طرف سے

پچاس روپے ماہوار کا ایک تعلیمی وظیفہ

مل گیا ہے۔ لہٰذا عزیز کو اپنا پروگرام شام اور مصر ملتوی کر کے واپس آجانے کا

تار جا چکا ہے۔

دعا فرمائی جاوے کہ یہ نعمت لازوال ہو۔ اور جہاں عزیز کے دین و دنیا کی بہتری کا موجب بنے وہاں ملک و ملت کی خدمت کا بھی بہترین ذریعہ ہو۔ آمین اللّٰھم آمین۔

وصایا

نمبر ۵۱۷۲

منکہ مرزا ظفر احمد ولد حضرت مرزا شریف احمد صاحب قوم مغل پیشہ اسسٹنٹ عمر پچیس سال بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳ مئی ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ

میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری آمد چار سو ستائیس روپے ایک آنہ ماہوار ہے۔ میں اس آمد کا 1/10 حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرواتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر میری جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :۔ مرزا ظفر احمد

گواہ شد :۔ مرزا منصور احمد گواہ شد :۔ ناصرہ بیگم

گواہ شد :۔ مریم صدیقہ

نمبر ۵۱۷۱

امۃ الودود بیگم بنت حضرت مرزا شریف احمد صاحب قوم مغل عمر بیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ تیس مئی ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ کہ

میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اسوقت کوئی نہیں۔ مجھے اسوقت دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں اس آمد کا 1/10 حصہ اور اس کے بڑھنے پر اس رقم کا 1/10 حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرواتی رہوں گی۔ میرے مرنے پر میری جسقدر جائیداد ثابت ہو اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ :۔ امۃ الودود

گواہ شد :۔ مرزا منصور احمد۔ گواہ شد :۔ مرزا ظفر احمد

نمبر ۵۱۷۹

منکہ فتح محمد ولد عمر دین قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 15/7/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ

میری اسوقت جائیداد کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/37 روپے ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جسقدر جائیداد ثابت ہو اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :۔ نشان انگوٹھا فتح محمد کوٹری سندھ بزج ورکس

گواہ شد :۔ سید بشیر احمد کوٹری سندھ

گواہ شد :۔ عبدالحمید سکنہ دیولانوالہ ریاست کپورتھلہ حال کوٹری سندھ